رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — Regd. No. L. 5254

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ
الفضل
ربوہ
فی پرچہ ۱ؔنہ

یوم سہ شنبہ ★ ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۷۴ھ

جلد ۴۴/۹ | ۱۹ وفا ۱۳۳۴ ہش ★ ۱۹ جولائی ۱۹۵۵ء | نمبر ۱۷۱

حضرت مرزا بشیر احمد مدظلہ العالی کی علالت اور احباب جماعت

(از مکرم مرزا عزیز احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

احباب کو علم ہے۔ کہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب قریباً ایک ماہ سے بغرض علاج لاہور تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ آپ کی طبیعت ابھی تک پوری طرح درست نہیں ہوئی جس کی وجہ سے ڈاکٹروں نے ابھی لاہور ہی میں ٹھہرنے کا مشورہ دیا ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کو Gout اور Nerve کی تکلیف ہے احباب حضرت ممدوح کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے درد دل سے دعا کرتے رہیں۔

احباب سے درخواست ہے۔ کہ حضرت ممدوح کے ساتھ خط وکتابت میں اس امر کو مدنظر رکھیں۔ کہ اس کی وجہ سے آپ کو فکر اور پریشانی نہ ہو۔ کیونکہ کمزوری صحت میں یہ امر تکلیف کو بڑھا دیتا ہے۔

جنیوا میں چار بڑے ممالک کے سربراہوں کی تاریخی کانفرنس آج شروع ہو رہی ہے

کانفرنس چھ روز تک جاری رہے گی۔ سب سے پہلے جرمنی کے مستقبل پر غور کیا جائیگا

جنیوا ۱۸ جولائی۔ دنیا کے چار اہم ممالک کے سربراہوں کی تاریخی کانفرنس آج یہاں شروع ہو رہی ہے یہ کانفرنس چھ روز تک جاری رہے گی — کل شام صدر آئزن ہاور کی قیام گاہ پر برطانیہ امریکہ اور فرانس کے نمائندوں نے کانفرنس کے لئے ایک مشترکہ پروگرام تجویز کیا اس سے پہلے ان تینوں ممالک کے وزرائے خارجہ کی بھی ملاقات ہوئی۔ بعد میں ان وزرائے خارجہ نے روس کے وزیر خارجہ مسٹر مولوٹوف سے بھی ملاقات کی — یونائیٹڈ پریس آف امریکہ کے نمائندہ نے اطلاع دی ہے کہ ان ملاقاتوں میں زیادہ تر جرمنی کے مستقبل کے سوال پر غور کیا جا رہا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ کانفرنس میں سب سے پہلے جرمنی کے مسئلہ پر ہی تبادلہ خیالات کیا جائے گا۔ معلوم ہوا ہے کہ کانفرنس میں بحث آنے والے مسائل میں مندرجہ ذیل امور کو نمایاں حیثیت حاصل ہو گی۔ (۱) عالمی کشیدگی کے اسباب (۲) یورپ کا تحفظ واستحکام۔ (۳) تخفیف اسلحہ (۴) جرمنی کا مستقبل۔

کانفرنس کے افتتاحی اجلاس کی صدارت صدر آئزن ہاور کریں گے۔ جس کے بعد اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل استقبالیہ تقریر کریں گے۔ بعد ازاں کانفرنس کا ایجنڈا اور طریق کار طے کیا جائے گا۔

معلوم ہوا ہے کہ مغربی طاقتیں کانفرنس میں یہ تجویز بھی پیش کریں گی کہ اس کانفرنس کے فیصلوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اور کام کا جائزہ لینے کی خاطر آئندہ موسم سرما میں چاروں ممالک کے وزرائے خارجہ باہمی ملاقات کریں۔ مغربی جرمنی کے چانسلر نے جنیوا کانفرنس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا اس کانفرنس کے کامیاب ہونے کا کافی امکان ہے۔

فرانسیسی فوجوں نے ٹینکوں سے مراکشیوں پر حملے شروع کر دیئے

مراکشی دستی بموں سے حملوں کا مقابلہ کر رہے ہیں

رباط ۱۸ جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ فرانسیسی فوجوں نے ٹینکوں کے ذریعے مراکشیوں پر حملے شروع کر دیئے ہیں آخری جھڑپ میں ۷ مراکشی ہلاک اور ۱۵ مجروح ہوئے۔

تازہ اطلاع مظہر ہے کہ فرانسیسی ٹینکوں نے توپوں اور مشین گنوں کے ذریعے مراکشی آبادی پر مسلسل حملے شروع کر دیئے ہیں۔ مراکشی دستی بموں سے مقابلہ کر رہے ہیں گذشتہ تین دنوں میں ۴۷ اشخاص ہلاک ہو چکے ہیں۔

استقلال پارٹی کی مجلس عاملہ نے وزیر اعظم فرانس کو ایک تار ارسال کیا ہے۔ جس میں فرانس کی موجودہ پالیسی کی شدید مذمت کی ہے۔

مسٹر سرکار ڈھاکہ روانہ ہو گئے

کراچی ۱۸ جولائی۔ مشرقی پاکستان کے وزیر اعلیٰ مسٹر ابو حسین سرکار کل رات کراچی سے بذریعہ طیارہ ڈھاکہ واپس روانہ ہو گئے۔ روانگی سے قبل آپ نے وزیر اعظم مسٹر محمد علی سے ملاقات کی۔ آپ نے ایک بیان میں بتایا کہ ملاقات میں ہم نے سیاسی نوعیت کے مسائل پر گفتگو کی۔ آپ نے مزید بتایا کہ کراچی میں کرشک پرجا پارٹی کی ایک شاخ کھولی جا رہی ہے۔

بھارت کی خارجہ پالیسی پر نکتہ چینی

جے پور ۱۷ جولائی۔ پرجا سوشلسٹ پارٹی کے لیڈر مسٹر اسوک مہتہ نے یہاں ایک تقریر کرتے ہوئے بھارت کی خارجہ پالیسی پر نکتہ چینی کی۔ آپ نے کہا سب سے پہلے ہمسایہ ممالک سے تعلقات اچھے ہونے چاہئیں لیکن بھارت کے پاکستان۔ لنکا اور جنوبی افریقہ تینوں ممالک سے تعلقات کشیدہ چلے آتے ہیں۔

امریکہ مشرق بعید سے ایک ڈویژن فوج واپس بلالیگا

واشنگٹن ۱۸ جولائی۔ امریکی وزیر دفاع نے بتایا ہے کہ اس وقت مشرق بعید میں امریکہ کی ۳ ڈویژن فوج موجود ہے۔ آپ نے کہا مجوزہ پروگرام کے مطابق اگلے ماہ تک ایک ڈویژن فوج وہاں سے واپس بلالی جائے گی۔

۲۰ ہزار کی تقاوی معاف

جھنگ ۱۷ جولائی۔ تحصیل جھنگ کے حکام نے گذشتہ سال ۲۰ ہزار روپیہ کی تقاوی کی عام معافی کا اعلان کیا تھا۔ اور اس سال ۸/۱۳۵۶ روپے کی معافی کا فیصلہ کیا ہے۔

آزاد پاکستان پارٹی کی قرار داد

لاہور ۱۸ جولائی۔ کل شام آزاد پاکستان پارٹی کی مجلس عاملہ نے اپنی ایک قرار داد میں پنڈت پنت کے حالیہ بیان کی مذمت کی اور باشندگان کشمیر سے گہری ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے یہ توقع ظاہر کی ہے۔ کہ آئندہ علی نہرو ملاقات میں مسئلہ کشمیر کا کوئی نہ کوئی منصفانہ حل تلاش کر لیا جائے گا۔ قرار داد میں بھارت اور پاکستان کی حکومتوں کو یاد دلایا گیا ہے۔ کہ وہ کشمیر میں آزادانہ رائے شماری کا حتمی وعدہ کر چکی ہیں۔ لہذا انہیں ان وعدوں پر قائم رہنا چاہیئے۔

ایک اور قرار داد میں افغانستان میں پاکستانی جھنڈے کی توہین کی بھی مذمت کی گئی ہے۔

ایٹمی طاقت کی عالمی کانفرنس کا ایجنڈا

اقوام متحدہ ۱۸ جولائی ایٹمی طاقت کے پر امن استعمال کے متعلق اگلے ماہ جنیوا میں جو کانفرنس ہو رہی ہے۔ اقوام متحدہ کی سیکرٹریٹ نے اس کا ایجنڈا تیار کر لیا ہے معلوم ہوا ہے کہ کانفرنس مندرجہ ذیل امور پر غور کرے گی (۱) آئندہ ۵۰ سالوں کے لئے ایٹمی طاقت کی عالمی ضروریات اور ان کے اخراجات (۲) تجرباتی ری ایکٹر کی تیاری (۳) کیمیائی دھات تیار کرنے میں ایٹمی طاقت کا استعمال۔ (۴) زراعت اور صنعت کے میدان میں اس کا استعمال۔

فرعون کے ایک اور مقبرہ کی دریافت

قاہرہ ۱۸ جولائی۔ حکومت مصر نے ایک سرکاری اعلان میں بتایا ہے۔ کہ سکندریہ کے قریب فرعون کا ایک اور مقبرہ دریافت ہوا ہے۔ یہ مقبرہ غالباً تیرہ سو سال قبل مسیح کا ہے۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی — مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۹ر جولائی ۱۹۵۵ء

طلبا کی قابلیت

یوپی بھارت کے گورنر مسٹر کے ایم منشی نے بھارت کے طلباء کے ایک عظیم مجمع میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

"ہندوستان کے بہت سے طلباء اپنی پرانی اور موجودہ تاریخ سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ پبلک سروس کمیشن کے سامنے سوالات کا جواب دیتے ہوئے چند امیدواروں نے بتایا کہ مہاراجہ اشوک ایک بہت بڑے فلم سٹار تھے۔ پنڈت جواہر لال ہندوستان کے سب سے بڑے ساہوکار ہیں اور سردار پٹیل ایک بہت بڑے شاعر تھے۔ آپ نے یہ بھی بتایا۔ کہ چند طلباء نے کنتی اور کوشلیا کا نام تک نہیں سنا۔ جو ہمارے پرانے اتہاس کی مہان دیویاں تھیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے طلباء اپنے اتہاس سے ناواقف ہیں۔ ضرورت ہے کہ ان کو کس قسم کی تمام واقفیت بہم پہنچائی جائے۔ اور ان کی واقفیت کے دائرہ کو وسیع کیا جائے۔ تاکہ وہ اپنی قومی روایات کو بھول ہی نہ جائیں۔"

(نوائے وقت لاہور ۶ر جولائی ۱۹۵۵ء)

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے "نوائے وقت" کے "سر راہے" نویس لکھتے ہیں:

"وسعت معلومات کے اس عالم میں پاکستانی طلباء بھی اپنے ہندوستانی بھائیوں کی طرح ننگے ہیں۔ پچھلے دنوں ایک صاحب جو ماشاء اللہ بی اے پاس ہیں۔ ادارہ تحریر میں ملازمت کی خواہش سے آئے۔ ایڈیٹر کا خیال تھا کہ وہ مترجم کی اسامی کے لئے امیدوار ہوں گے مگر انہوں نے یہ فرمایا کہ میں خبروں کا ترجمہ کر تو سکتا ہوں۔ مگر میری آنکھیں کثرت مطالعہ کی وجہ سے کمزور ہیں۔ لہٰذا رات کی ڈیوٹی نہیں دے سکتا۔ آپ مجھ سے ادارتی نوٹ لکھوا لیا کریں۔ جب ایڈیٹر نے یہ کہا کہ اس کام کے لئے تو بڑی وسیع معلومات اور تجربہ کی ضرورت ہے۔ تو حضرت امیدوار بڑے یقین کے ساتھ بولے مجھے تجربہ تو نہیں۔ مگر آپ میری معلومات کا امتحان لے سکتے ہیں۔ اس زبانی امتحان میں آپ نے بعض سوالات کے یہ جواب دیئے

س۔ پرتگال اور ہندوستان میں گوا کے متعلق کیا جھگڑا ہے؟

ج۔ کوئی خاص جھگڑا نہیں۔ ایسے ہی جنگ۔۔ نزرگ ہے۔

س۔ بیریا کو کیوں پھانسی دی گئی تھی؟

ج۔ عدالت نے اسے مجرم قرار دیا تھا۔

س۔ روس کے موجودہ وزیر اعظم بلگانن فوجی جرنیل ہیں یا سیاسی جرنیل۔

ج۔ پہلے تو فوجی جرنیل تھے۔ اب سیاسی جرنیل بن گئے ہیں۔

ان جوابات سے یہ خیال پیدا ہوا کہ غالباً حضرت امیدوار یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ مزاحیہ کالم بھی لکھ سکتے ہیں۔ مگر اس کے بعد بعض سوالات کے جواب حسب ذیل ہیں

س۔ مسٹر سہروردی کا مسلم لیگ سے کیا اختلاف ہے؟

ج۔ مسٹر سہروردی پنجاب مسلم لیگ کے جنرل سکرٹری تھے۔ اور میاں ممتاز دولتانہ پریذیڈنٹ حساب کتاب پر دونوں میں جھگڑا ہو گیا۔ اور میاں ممتاز دولتانہ نے سہروردی صاحب کو مسلم لیگ سے نکال دیا تھا۔

س۔ خان عبد القیوم آجکل کیا کرتے ہیں؟

ج۔ اخبار "سول اینڈ ملٹری گزٹ" کے دفتر میں کام کرتے ہیں۔

س۔ مس مارگریٹ ٹروین کیوں مشہور ہیں؟

ج۔ برطانیہ کی خوبصورت شہزادی اور ملکہ کی بہن ہونے کے باعث۔

ایڈیٹر نے چڑ کر کہا کہ میں مس مارگریٹ ٹروین کی بابت پوچھ رہا ہوں۔ بی اے پاس نے اس کا یہ جواب دیا "انہیں ٹروین اس لئے کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے ایک برطانوی ہوا باز سے عشق صادق کا ثبوت دیا ہے۔"

اس سوال پر یہ انٹرویو ختم ہو گیا۔"

(نوائے وقت لاہور ۱۶ر جولائی ۱۹۵۵ء)

بھارت اور پاکستان کے طلباء کی یہ مایوس کن حالت نہایت افسوسناک ہے۔ چونکہ ان ممالک میں سینما پر طلباء کے تعلق میں کوئی کنٹرول نہیں۔ اور والدین اکثر ناواقفیت کی وجہ سے اپنے بچوں کی حفاظت نہیں کرتے۔ اس لئے یہ نتائج پیدا ہونا لازمی ہیں۔ کہ تاریخ کی بجائے ہماری نئی پود کو سینما کی کہانیاں اور تاریخی ہستیوں کی بجائے ایکٹروں اور ایکٹرسوں کے نام ازبر ہوں۔

ہماری رائے میں اس میں طلباء کا اتنا قصور نہیں ہے۔ جتنا کہ ہمارے سکولوں اور کالجوں کے اساتذہ اور والدین کا قصور ہے بلکہ بڑی حد تک حکومت کا بھی قصور ہے۔ حکومت کو چاہیئے جیسا کہ اب یورپین اور امریکی ممالک میں کیا جا رہا ہے۔ ایک ایسا قانون بنائے کہ طلبہ کے لئے ہی نہیں بلکہ ایک خاص عمر تک کے تمام بچوں کے لئے عام سینماؤں میں جانا جرم قرار دیا جائے۔ اور اگر کسی سینما میں طلبا یا بچے پائے جائیں۔ تو مالکان سینما کی بھی بازپرس کی جائے۔ البتہ اس عمر کے بچوں کے لئے خاص فلمیں دکھائی جائیں۔ اور یہ فلمیں سختی سے سنسر کی جائیں۔

طلباء میں تاریخی اور دوسری معلومات کی کمی کے لئے ہمارا ناقص طریقہ تعلیم بھی ذمہ وار ہے۔ ضرورت ہے کہ اس میں تبدیلیاں کی جائیں

نوائے وقت نے اپنے جس مکالمہ کا ذکر کیا ہے۔ اس سے یہ امر اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ کہ ہمارے ملک میں صحافت کا پیشہ کتنا سہل سمجھا جاتا ہے۔ کہ جو شخص ایک سطر لکھ سکتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ وہ ادارتی نوٹ بھی لکھ سکتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ہمارے اکثر صحافی جو ادارتی نوٹ لکھ رہے ہیں اگر ان کا بھی امتحان لیا جائے۔ تو شاید وہ بھی ایسا ہی مظاہرہ کریں۔ مگر ادارتی نوٹ گھسیٹ لیتے ہیں۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے ہماری صحافت بھی "سب چلتا ہے۔"

ذہنیت

"نوائے وقت" کا "سر راہے" نگار اسی اشاعت میں مودودی صاحب کی جماعت کے ایک ترجمان کے جواب میں جس نے اچھا ہے کہ "نوائے وقت" اور "نوائے پاکستان" میں کیا تعلق ہے لکھتا ہے۔

"آپ یہ فرمایئے کہ جماعت اسلامی کے صالحین اور کمیونسٹوں میں کیا گٹھ جوڑ ہے۔ کہ دونوں نے "متحدہ محاذ" بنا رکھا ہے۔ یہاں تک کہ مولانا مودودی کے اعزاز میں جماعت اسلامی کے مرکز اچھرہ میں جو دعوت افطار دی گئی تھی اس میں بھی "معزز مہمانوں" میں بڑی تعداد ایسے کمیونسٹوں کی تھی۔ جو روزہ رکھنا تو درکنار روزہ پر ایمان ہی نہیں رکھتے۔ کمیونسٹوں اور مودودی صالحین کے اس گٹھ جوڑ کی آخر کیا بنیاد ہے؟ کہاں تو یہ تکبر کہ جو ہمارا عقیدہ نہیں وہ مسلمان ہی نہیں۔ اور کہاں یہ حال کہ صالحین کے امیر کامریڈ افتخار الدین سے بغل گیر ہو رہے ہیں"

(نوائے وقت لاہور ۱۶ر جولائی)

"سر راہے" نگار کا استفسار یہ انداز ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ مودودی صاحب کی ہسٹری اور نفسیات کے پورے ماہر ہیں۔ مگر اس نے نہایت اختصار سے کام لیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مودودی صاحب کی ذہنیت فطرتاً تخریبی اور فسادت پسندانہ واقعہ ہوئی ہے۔ انہیں اسلامی قانون کے نفاذ سے اتنا تعلق نہیں جتنا وہ اپنے ذہنی رجحان سے مجبور ہیں۔ ہمارا قیاس ہے کہ اگر پاکستان میں سو فیصدی اسلامی دستور بن جائے۔ تو مودودی صاحب کھلم کھلا کمیونسٹ ہو جائیں۔ ان کی خود پسندی اور نخوت غلو کے حدود سے بھی بڑھی ہوئی ہے۔ اور بقول اقبال ان کی ضد کا یہ عالم ہے کہ

زاہد پیام لائے جو مے کے جواز کا
اقبال کو یہ ضد ہے کہ پینا ہی چھوڑ دے

پھر ان کی طبیعت ظلم و جور اور فساد و غارت میں لطف حاصل کرتی ہے۔ چنانچہ فسادات پنجاب کی تحقیقاتی رپورٹ (اردو) کے صفحہ ۲۷۱ کا مندرجہ ذیل اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

"جب جماعت اسلامی کے لیڈر مولانا ابو الاعلیٰ مودودی نے حکومت کی ان سرتوڑ کوششوں میں جو وہ ۵ر مارچ کو فسادات کے روکنے کے لئے کر رہی تھی کسی قسم کا تعاون پیش نہ کیا۔ تو ہمارے نزدیک جماعت کی ذمہ داری میں بہت بڑا اضافہ ہو گیا۔ بلکہ اس کے برعکس مولانا نے سرکشانہ رویہ اختیار کیا۔ تمام واقعات کا الزام حکومت پر عائد کیا۔ اور فسادی عناصر کو "تشدد کا شکار" کہہ کر ان سے عام ہمدردی پیدا کرنے کی کوشش کی۔ گورنمنٹ ہاؤس میں انہوں نے جو رویہ اختیار کیا۔ اس کے متعلق جو شہادت پیش ہوئی ہے۔ اس سے ہم یہی اثر قبول کر سکتے ہیں۔ کہ وہ پورے نظام حکومت کے انہدام کی توقع کر رہے تھے۔ اور حکومت کی متوقع پشیمانی اور ہزیمت پر بغلیں بجا رہے تھے۔ اور اگر اس کے ساتھ یہ حقیقت بھی پیش نظر رکھ لی جائے کہ جماعت اسلامی کا مقصد اقتدار حاصل کرنا ہے۔ کیونکہ اس کے خیال کے مطابق اللہ کی حاکمیت کے ماتحت مذہبی ادارت کے قیام کا مقصد حاصل کرنے کا مؤثر ترین ذریعہ یہی ہے تو اس امر میں ذرا بھی شبہ باقی نہیں رہتا کہ جو کچھ ہو رہا تھا۔ اسے جماعت اسلامی کی پوری تائید و حمایت حاصل تھی۔"

(تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ اردو صفحہ ۲۷۱)

ولادت

مورخہ ۸ر جولائی بروز جمعۃ المبارک اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب ٹیچر ہائی سکول کو دوسری بچی عطا فرمائی ہے۔ بچی کا نام امۃ النصیر زاہدہ رکھا گیا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ بچی کو نیک اور خادمہ دین بنائے۔ آمین

جلسہ

آج بعد نماز مغرب مسجد دار الرحمت غربی ربوہ میں قاضی نذیر احمد صاحب لائل پوری پرنسپل جامعہ احمدیہ "نعمائے جنت کی حقیقت" کے موضوع پر تقریر فرمائیں گے احباب کثرت سے شامل ہوں۔

جماعت احمدیہ کے مرکزی اداروں کی خصوصیات اور احمدی طالب علموں کا فرض

از مکرم محمد ابراہیم صاحب بی اے قائمقام ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے عہد مبارک میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ نے کیا بلحاظ تعداد اور کیا بلحاظ کمال جس قدر ترقی کی ہے۔ اس کی تفصیل ایک دفتر چاہتی ہے۔ میں صرف تعلیم و تعلم کے سلسلہ میں کچھ عرض کرکے اپنے احمدی نوجوان طالب علموں سے محنت اور فرض شناسی کا جذبہ پیدا کرنے کی اپیل کرنا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے نوجوانوں کی اس طرز پر تربیت کی ہے۔ کہ ان میں ایک حد تک محنت اور فرض شناسی کی عادت پیدا ہو چکی ہے۔ محنت کے اسی شعار کو اپنانے کی وجہ سے بعض احمدی طلباء سالہا سال سے علوم و فنون کے میدان میں اپنی تعداد کے لحاظ سے خاصہ امتیاز اور ناموری حاصل کر رہے ہیں۔ چونکہ میرا تعلق تقریباً پچیس سال سے جماعت کے ایک مرکزی تعلیمی ادارہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ساتھ رہا ہے۔ اس لئے کچھ اس وجہ سے اور کچھ ویسے بھی فطری طور پر تعلیم و تعلم سے شغف رکھنے کی وجہ سے مجھے ایسے نوجوانوں کے نام اچھی طرح یاد ہیں۔ جنہوں نے طالب علمی کے زمانہ میں جماعت احمدیہ کی تعداد کے لحاظ سے خاص امتیاز حاصل کیا۔ اور کر رہے ہیں۔ جماعت کے قابل فخر ہونہار نوجوان عبدالسلام صاحب نے ہر امتحان میں ایسا شاندار ریکارڈ قائم کیا جو آسانی سے مات نہیں ہو سکتا۔ بشارت الرحمٰن صاحب (حال پروفیسر تعلیم الاسلام کالج ربوہ) نے بھی ایسے وقت میں میٹرک میں امتیاز حاصل کیا۔ جب غیر اقوام یونیورسٹی پر مسلط تھیں۔ پاکستان بن جانے کے بعد ابھی تین سال کی بات ہے کہ عزیز منور احمد پنجاب بھر میں اول اور سعید احمد رحمانی میٹرک میں سوم رہے۔ نیز سالہا سال سے ہمارے مرکزی سکول سے کامیاب ہونے والے طلباء یونیورسٹی وظائف حاصل کر رہے ہیں۔ بلکہ کیفیت کے علاوہ کمیت کے اعتبار سے بھی میٹرک کے امتحان میں اعزاز حاصل کرکے ہمارے طلباء سلسلہ اور مرکز کی نیک نامی اور نیک شہرت قائم کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں بلکہ یہ کہنا مبالغہ نہیں کہ اچھے نتائج دکھلانا اب ہماری روایات میں شامل ہو چکا ہے وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول سے ہی مخصوص نہیں۔ ہمارے تعلیم الاسلام کالج کے متعدد طلباء بھی انہی چند سالوں میں یونیورسٹی میں نام پیدا کر چکے ہیں۔ ابھی چند ہی روز ہوئے ہم نے نہایت خوشی سے ریڈیو پر سنا اور اخبارات میں پڑھا۔ کہ ہمارے کالج کا ایک طالب علم منور احمد سعید ایف۔ اے آرٹس میں اول آیا ہے۔ ہمارے ایسے ہی "سعید" اور سعادت مند طلباء ہیں۔ جو جماعتی اور مرکزی شہرت میں اضافہ کا موجب بن رہے ہیں۔

مرکزی تعلیمی اداروں میں مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ میں سے مولوی فاضل کے امتحان میں شامل ہونے والے طلباء بھی اس دوڑ میں کسی سے پیچھے نہیں۔ یونیورسٹی کے امتحان میں تقریباً ہر سال امتیاز حاصل کرنے والے ایسے طلباء ہر طرح ہماری حوصلہ افزائی اور دعاؤں کے مستحق ہیں۔ ان کی مساعی مشکور ہو کر جماعتی وقار میں اضافہ کا موجب ہوتی ہیں۔ اور ان کی انفرادی ترقی قومی ترقی کا باعث بن جاتی ہیں۔ جماعت کے یہی نونہال ہمارا بیش بہا قومی سرمایہ ہیں۔۔۔

۔۔۔۔۔۔ لیکن میں اس پہلو کا ذکر محض اپنے آپ کو خوش کرنے کے لئے ہی نہیں۔ بلکہ اپنے تمام نوجوان طالب علموں کو بیدار کرنے۔ ان میں فرض شناسی پیدا کرنے اور محنت کرنے کی اہمیت کو سمجھنے کا احساس پیدا کرنے کی کوشش کرنے کے خیال سے کر رہا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ ہمارے چند نوجوان وقتاً فوقتاً ہماری قومی خوشی کو دوبالا کرنے کا موجب ہوتے رہے ہیں۔ اور ان کی تعداد ہماری اپنی جماعت کی تعداد کے لحاظ سے خاصی زیادہ ہے۔ لیکن ہمارے بچوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے ساتھ اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہو چکی ہے۔ اور ہمارا دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مظہر ثانی ہیں۔ ہمارے اس نظریہ کو قبول کرنے کے ساتھ ہم پر لازم آتا ہے۔ کہ ہم اپنے اندر وہ تمام اوصاف حمیدہ پیدا کریں۔ جو قرون اولیٰ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا خاصہ تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں از سر نو مسلمان بنادیا ہے۔ لیکن اسلام کی صحیح تصویر دنیا میں پیش کرنے کے لئے عقیدہ کے ساتھ نمونہ کی بھی ضرورت ہے۔ صحابہ کرام میں کام کرنے کی روح محنت کرنے کی عادت اور فرض شناسی کا جذبہ ہی تھا۔ جس نے انہیں علم و عمل کا غازی بنادیا۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت وہ "اعلون" تھے۔ وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ ہر میدان میں ناموری حاصل کرسکتے ہیں۔ یہی احساس برتری تھا۔ جس سے وہ مشرق و مغرب پر چھا گئے۔ وہ محنت کرتے تھے۔ اور اس کا پھل پاتے تھے۔ علوم و فنون میں امتیاز حاصل کرنا ان کا مقصد حیات تھا۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ زمانہ میں بھی جس قدر سائنسی علوم اور ایجادات رائج ہیں۔ ان سب کا منبع وہی اصول ہیں۔ جو مسلمانوں ہی نے نہایت محنت اور عرق ریزی سے دریافت کئے تھے۔ جب تک مسلمانوں میں بحیثیت مجموعی انحطاط، سہل انگاری اور غفلت طاری نہیں ہوئی۔ مسلمان واقعی ان تمام کمالات کا مجموعہ تھا۔ جو ایک انسان بحیثیت انسان حاصل کرسکتا ہے۔ مسلمان محنت محنت کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور جو دنیا داروں کی محنت بھی ضائع نہیں کرتا۔ بلکہ اس کا اجر بھی انہیں دیتا ہے۔

احباب سے ایک نہایت ضروری گذارش

از مکرم ڈاکٹر محمد یعقوب خان صاحب لاہور

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی صحت کی موجودہ صورت تسلی بخش نہیں۔ کچھ ہفتے ہوئے میں نے احباب جماعت سے گزارش کی تھی۔ کہ وہ حضرت میاں صاحب سے کم از کم تین ہفتوں کیلئے خط وکتابت بند کر دیں۔ احباب نے مجھ سے تعاون کیا اور بفضلہ تعالیٰ انکی صحت ترقی کرتی چلی گئی۔ لیکن گذشتہ چند دنوں سے انکی صحت اچانک گر گئی ہے۔ اور جہاں تک میں اندازہ کر سکا ہوں۔ اس کی بہت بڑی وجہ احباب کی پریشانیوں کا بوجھ ہے۔ جو خط وکتابت کے نتیجہ میں میاں صاحب کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔

مجھے یقین ہے کہ احباب جماعت اس نادر قیمتی وجود کی صحت کے لئے مجھ سے زیادہ متمنی ہیں۔ اور اگر انہیں یہ علم ہو جائے۔ کہ بحالی صحت کے لئے از بس ضروری ہے۔ کہ انہیں ہر قسم کی پریشانیوں، تفکرات اور ذہنی الجھنوں سے آزاد رکھا جائے۔ تو یقیناً وہ مجھ سے تعاون کریں گے۔

حضرت میاں صاحب کی صحت کی موجودہ حالت کو دیکھتے ہوئے میں انہیں بھی مشورہ دے رہا ہوں۔ کہ وہ سردست الفضل کے لئے مضامین ارقام فرمانے سے پرہیز کریں۔ اور مکمل ذہنی سکون اور جسمانی آرام حاصل کرنے کی توجہ دیں اور احباب جماعت سے بھی مؤدبانہ درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ حضرت میاں صاحب کی صحت عاجلہ وکاملہ کے لئے دردمندانہ دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس بابرکت وجود کی منفعت کی زندگی کو لمبا کر دے اور نیز یہ بھی کہ تا اطلاع ثانی میاں صاحب سے ایسی خط وکتابت سے پرہیز کی جائے۔ جو تفکرات۔ پریشانیوں پر مشتمل ہو۔ اور جو انہیں سوچنے اور مشورہ دینے پر مجبور کرے۔ بلکہ مناسب یہی ہوگا۔ کہ ابھی کچھ عرصہ کے لئے پرہیز ہی کی جائے۔ مرکزی ذمہ دار افسران موجود ہیں۔ احباب ان کی طرف رجوع فرمائیں۔

ان کی مساعی مشکور ہوتی تھیں۔ اب دوبارہ اسلام کا احیاء کرنے کے دعویداروں کا فرض ہے کہ وہ بحیثیت قوم اپنے اندر وہ تمام اوصاف پیدا کریں۔ جن سے اللہ تعالیٰ کسی قوم کو سرفراز فرمایا کرتا ہے۔ پس احمدی طالب علم ہونے کی حیثیت میں ہمارے بچوں کا فرض ہے کہ محنت کرنا اور امتیاز حاصل کرنا وہ اپنا اولین فرض سمجھیں۔ یہ نہیں کہ کوئی ایک ایا دو تین نوجوان کسی ایک جہت یا دو جہات میں دوسرے طالب علموں کی نسبت امتیاز اور ناموری حاصل کریں۔ اور باقی پراگندگی اور مایوسی کا شکار بنے رہیں۔ بلکہ چاہیئے کہ تمام احمدی بچوں کا نصب العین ہی یہ ہو کہ ہم نے ہر میدان اور ہر امتحان میں نیک نامی حاصل کر کے قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح فاستبقوا الخیرات کے اصول پر عمل کرنا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے ہمارے بچوں کو سب کو بلا استثنے اپنی پڑھائی میں اس طرح مشغول اور مصروف رہنا چاہیئے کہ گویا دنیا میں ان کی زندگی کا اس وقت اس کے علاوہ اور کوئی مقصد ہی نہیں۔ جب تک محنت شاقہ کرنے کی عادت کام میں شغف اور دھن پیدا نہ ہو۔ اور بچے دیوانہ وار اپنے فرائض منصبی سرانجام نہ دیں۔ اس وقت تک "ہم اسلاف کے سے کارنامے نہیں کر سکتے"

قوم کا ہر فرد چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا ایک ایسی کل کا پرزہ ہے۔ جو اسی صورت میں چل سکتی ہے کہ سبھی اپنا اپنا مفوضہ کام دیانتداری اور فرض شناسی سے سرانجام دیں۔ اور ہر ایک طالب علم کا—ہاں احمدی مسلمان طالب علم کا کام چاہے وہ ربوہ میں پڑھتے ہوں یا باہر۔ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ وہ اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے سستی غفلت سہل انگاری اور مایوسی کا مقابلہ کرے اور "الاعلون" میں شامل ہوتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں کی تبلیغ اور برتری کا سامان پیدا کرنے کا اہتمام کرے۔

حضرت میاں کرم دین صاحب مرحوم

از عبدالرحیم صاحب عارف جھنگ مگھیانہ

حضرت میاں کرم دین صاحب رضی اللہ عنہ ہرسیاں تحصیل بٹالہ متصل قادیان ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابہ کرام میں سے تھے۔ آپ کے والد میاں دوڈا رضی اللہ عنہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرام میں سے تھے۔ حضرت میاں کرم دین صاحب مرحوم کی وفات بعد ہجرت ۱۹۴۹ء نومبر کے شروع میں چک ۹۷ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور میں ہوئی۔ آپ کی وفات اچانک واقع ہوئی۔ صبح گھر سے ہل لے کر گئے۔ ہل چلاتے رہے۔ جب گھر سے کھانا آیا۔ تو نہایت تسلی سے سیر ہو کر کھانا کھایا۔ اور پھر حسب دستور ہل چلانے میں مصروف ہو گئے۔ ابھی ایک دو ہی جگہ کھیت میں کاٹے تھے کہ ہاتھ سے ہل کا دستہ چھوٹ گیا۔ اور گر گئے۔ اور چند منٹ میں ہی روح جسد عنصری سے پرواز کر کے اپنے مولائے حقیقی سے جا ملی۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

میاں کرم دین صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ خاکسار کے خسر تھے۔ اور نہایت مخلص اور باغیرت احمدی تھے۔ جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے آپ موضع ہرسیاں کے رہنے والے ارائیں خاندان میں سے تھے جو مکرم محترم جناب مولوی عبدالغفور صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ کا گاؤں ہے۔ مکرم مولوی صاحب کے والد ماجد حضرت میاں فضل محمد صاحب کی کوشش اور تبلیغ سے اس گاؤں میں احمدیت قائم ہوئی۔ میاں کرم دین صاحب رضی اللہ عنہ اپنی جماعت میں ہمیشہ سیکرٹری مال کے عہدہ پر ممتاز رہے۔ اور چندے کی وصولی نہایت تندہی سے کرتے۔ نماز کے آپ سختی سے پابند تھے ہمیشہ وقت پر نماز ادا کرنے کی کوشش کرتے وقت پر اذان کہتے۔ دوسروں کو بھی نماز باجماعت ادا کرنے کی تاکید کرتے۔ تبلیغ کا بے حد شوق تھا۔ بعض دفعہ مرکز کی تحریک پر تبلیغ کے لئے دن وقف کر کے اپنے رشتہ داروں میں تبلیغ کے لئے جاتے اور باوجود ناخواندہ ہونے کے مخالف کے ہر ایک سوال کا جواب دیتے اور جب بھی موقع ملتا اپنے ملنے والوں اور رشتہ داروں اور دوسرے لوگوں کو تبلیغ کرتے اور بعض اپنے پرانے واقعات بھی سنایا کرتے کہ جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مخالفین کی طرف سے مقدمات تھے۔ اور حضور جب گورداسپور تشریف لاتے۔ تو بعض دفعہ ہم بھی اپنے گاؤں سے پا پیادہ وہاں جایا کرتے تھے۔ جلسہ سالانہ میں ہمیشہ شامل ہوتے۔ اور اپنے غیر احمدی رشتہ داروں کو بھی کوشش سے ساتھ لاتے۔ اور ان کو گھر پر بھی تبلیغ کرتے رشتہ داروں سے نہایت اچھا سلوک کرتے۔ مشکلات کے وقت دل سے ان کی امداد کرتے ان کی مشکل کو اپنی مشکل خیال کرتے۔ ان کے دکھ سکھ میں شامل ہوتے۔ مرکز سے جو حکم ہوتا۔ اس کی پوری پابندی کرتے۔ جلسہ سالانہ کے انتظام کے لئے کافی محبت سے کام کرتے ہجرت کے بعد اکثر قادیان کا ذکر کرتے رہتے تھے۔

حضرت میاں کرم دین صاحب رضی اللہ عنہ کی شادی ایک غیر احمدی خاندان ضلع ہوشیارپور میں ہوئی تھی۔ آپ کی اہلیہ مرحومہ یعنی خاکسار کی خوشدامن ایک دو سال تک احمدی نہ ہوئیں بلکہ مخالف رہیں۔ آخر آپ کی تبلیغ اور قادیان آنے جانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت دے دی۔ وہ بھی بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہو گئیں۔ اور نہایت مخلصہ تھیں۔ جن کی وفات آپ کی وفات سے تقریباً چار سال بعد ۲۲ر اگست ۱۹۵۳ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب چک ۳۹ ڈی بی تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا میں ہوئی۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

حضرت میاں کرم دین رضی اللہ عنہ کی اولاد ایک لڑکا دو لڑکیاں ہیں۔ جو اپنے اپنے گھروں میں آباد ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کا حامی و ناصر ہو۔ اور مرحوم پر اپنی رحمتیں اور برکات نازل فرمائے۔ اور ان کو اپنے قرب میں جگہ عطا فرمائے۔

خدام الاحمدیہ کا سہ ماہی امتحان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام اور سلسلہ احمدیہ کے مسائل کی واقفیت کرانے کے لئے خدام الاحمدیہ کے اراکین کے لئے سہ ماہی تعلیمی نصاب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے شعبہ تعلیم کی طرف سے مقرر کیا جاتا ہے۔ ۱۵ر مئی سے ۱۵ر اگست تک کے لئے "تجلیات الٰہیہ" "ریویو بر مباحثہ چکڑالوی" اور "ختم نبوت کی حقیقت" بطور نصاب مقرر ہیں۔ اس سہ ماہی کا آخری مہینہ گذر رہا ہے۔ قائدین کرام اپنی مجلس کے اراکین کو اس نصاب کے امتحان میں شمولیت کی تلقین فرما دیں۔ اور کوشش کریں کہ کوئی رکن بھی ایسا نہ ہو۔ جو امتحان میں حصہ نہ لے سہ ماہی کے اختتام پر قائدین مقامی طور پر امتحان لے کر نتیجہ دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں بھجوا دیں۔ تاکہ کامیاب ہونے والے اراکین کو اسناد بھجوائی جا سکیں۔

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

وارنگل (حیدر آباد دکن) میں لجنہ اماء اللہ کا

جلسہ

محترمہ والدہ صاحبہ اہلیہ حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین، بیگم داؤد احمد صاحب عرفانی کی دعوت پر ۱۳ر جون کو وارنگل اپنی بہو بیٹیوں کے ساتھ تشریف لے گئیں۔ اور وہاں پر لجنہ اماء اللہ کا ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں محلہ کی دیگر مستورات کو بھی مدعو کیا گیا۔

۱۴ر جون کو صبح ۱۱ بجے جلسہ کی کارروائی زیر صدارت بیگم صاحبہ سیٹھ عبداللہ الہ دین شروع ہوا تلاوت قرآن پاک معہ ترجمہ کے بیگم داؤد احمد صاحب عرفانی نے کی۔ بیگم مسیح الدین نے کلام محمود سے ایک نظم پڑھی۔ خاکسارہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعض تاریخی واقعات پڑھ کر سنائے۔ بیگم علی محمد الہ دین نے اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی اہمیت پر ایک مضمون سنایا۔ پھر بیگم صاحبہ زینب حسن صاحب نے درثمین کی ایک نظم سنائی۔ اور ایک مضمون زیر عنوان اچھی باتیں پڑھ کر سنایا۔ اور آخر میں سلام بحضور سید الانعام پڑھا گیا۔ اور دعا پر جلسہ خیر و خوبی کے ساتھ برخاست ہوا۔ اور مہمانوں کی تواضع آئس کریم اور پان سے کی گئی۔

(ہاجرہ بنت سیٹھ عبداللہ الہ دین)

نمایاں کامیابی

خاکسار کے لڑکے عزیز شفیق احمد نے مرے کالج سیالکوٹ سے امسال ایف ایس سی میڈیکل کا امتحان ۷۱ نمبر لے کر فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا ہے۔ اور اپنے کالج میں دوم رہا ہے۔ اور اسی طرح جناب چوہدری اللہ دتہ صاحب سیکرٹری مال سیالکوٹ کا نواسا عزیز منور احمد مرے کالج میں ۷۹۳ لے کر فرسٹ ڈویژن میں آیا ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے نوجوانوں کو دین و دنیا میں بہترین وجود ثابت کرے۔ آمین ثم آمین۔ (دوست محمد شمس ... ماڈل ٹاؤن لاہور)

سچی باتیں

(از مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی)

صوت الہند۔ سرکار ہند کا ایک مصور پرچہ عربی زبان میں ہے۔ جو ہر پندرھویں قاہرہ (مصر) کے ہندی سفارت خانہ سے عرب ملکوں میں نشر و اشاعت کے لئے شائع ہوتا رہتا ہے۔ ماہ اپریل کے پرچہ میں صفحہ ۲ پر ایک نمایاں تصویر ایک صاحب یا پرنس اور ایک صاحبہ یا شریمتی کی ہے۔ جو تپاک اور عزت کے ساتھ۔ ایک دوسرے سے کھل کر ہنستے ہوئے چہرے بشرے کے ساتھ مل رہے ہیں۔ جیسے کوئی دو دوست یا برابر درجہ کے شخص آپس میں ملتے ہیں۔ صاحب یا پرنس کے پہچاننے میں کسی کو کوئی دقت نہیں ہو سکتی۔ ہندوستان کی معزز ترین اور معروف ترین ہستی ہے یعنی ہمارے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال —

دوسری ساری پوش ہستی اتنی آسانی سے پہچانی نہیں جا سکتی۔ لیکن اتنا تو قیاس بہرحال کہتا ہے۔ کہ ہو نہ ہو یہ صاحبہ بھی کوئی والیۂ ملک ہوں گی۔ کہیں کی رانی مہارانی ہوں گی۔ کسی ملک کی سفیر یا وزیر ہوں گی۔ یا کسی امیر و وزیر کی بیوی ہوں گی! جی نہیں یہ سارے قیاسات غلط۔ تصویر کے نیچے لکھی ہوئی عربی عبارت سے معلوم ہوا۔ کہ یہ ملک کی ایک مشہور و معروف فلم ایکٹرس الفنانۃ المشہورہ "...... ہے۔ جس کی ماں کا شمار بھی اپنے زمانہ کی مشہور" ارباب نشاط" میں رہا ہے۔

جواہر لال یقیناً ایک اونچے کردار کے مالک ہیں۔ ان پر ان کے دشمن بھی لوفر ہونے کا الزام نہیں لگا سکتے ہیں۔ اس میں قصور ان کی ذات کا بالکل نہیں۔ پر اسے کیا کیجئے کہ جس مغربی تہذیب اور ماحول میں ان کی آنکھ کھلی۔ اور ان کے شعور نے نشو و نما پایا۔ اس میں گانا۔ بجانا۔ ناچنا۔ تھرکنا۔ نقالی اور بہروپئی کوئی عیب ہی نہیں بلکہ یہ ساری چیزیں آرٹ یا ہنر میں داخل ہیں۔ اور اس لئے کسی ڈوم۔ ڈھاڑی۔ کنچنے۔ گویے۔ نقال۔ بھانڈ سے ملنے جلنے۔ خلا ملا رکھنے میں کوئی عیب ہی نہیں بلکہ یہ تو عین ہنر شناسی اور آرٹ نوازی میں داخل ہے۔ فرنگی تہذیب اس منزل پر پہنچ کر قدیم ہند و تہذیب سے گلے مل گئی ہے۔ اور ایک ہند و تہذیب کیا معنی پرانی اور جاہلی تہذیبیں جتنی اور جس ملک کی بھی ہیں۔ کہنا چاہیئے کہ یہ سب کا نقطۂ اتصال ہے۔ یہ صرف اسلامی شریعت تھی۔ جس نے بےحیائی کی ہر جلی و خفی صورت کو حرام قرار دیا۔ اور یہ صرف اسلامی تہذیب تھی۔ جس نے اس پیشہ سے دور دور کے بھی ہر تعلق رکھنے والے اور رکھنے والی کو ہدف تحقیر و ملامت بنا کر رکھا۔ زمانہ سے جوں جوں اسلامی شریعت۔ (اسلامی تہذیب کی گرفت ڈھیلی ہو گی۔ انہیں قدیم جاہلی تخیلات کا ابھرنا اور ان ٹیکسالی باہر سکوں کا از سر نو چلن ہونا لازمی ہے۔

حسرت ناک انجام

جنگ عمومی کے زمانہ میں پنجاب یا صوبہ سرحد کی کوئی مس عنایت خاں تھیں۔ تعلیم و تربیت پیرس میں پا رہی تھیں کہ جنگ چھڑ گئی اور وہ ۱۹۴۰ء میں لندن آ کر برطانیہ کی خفیہ پولیس میں داخل ہو کر جاسوسی اور مخبری کی خدمت پر مامور ہو گئیں۔ اور اب ان کا قیام پھر فرانس میں ہے۔ برسوں اپنی خدمات متعلقہ بڑی کامیابی رازداری اور وفاداری کے ساتھ انجام دیتی رہیں۔ یہاں تک کہ دشمن کے ہاتھ میں گرفتار ہو گئیں۔ اور اس کی ہر سختی اور تعذیب کے باوجود پوری رازداری پر قائم رہیں۔ چنانچہ ۱۹۴۴ء میں جرمن فوج کے ایک دستہ نے انہیں گولی سے اڑا دیا۔ برطانیہ انہیں اپنی ایک خاص محسنہ شمار کرتا ہے۔ ان کی قیمتی خدمات جاسوسی و مخبری کا پوری طرح شکر گذار اور قدردان ہے۔ اور اب حال میں ان کے کارناموں کا ایک فلم سڈی لین کے نام سے (کہ یہی اس خاتون کا سرکاری نام بھی تھا) تیار کر کے اس کی نمائش شروع کی ہے۔ اور اس کی تفصیلات ولایتی پرچوں میں نکل رہی ہیں۔

یہ خاتون اگر مسلمان تھیں۔ جیسا کہ نام سے ظن غالب ہوتا ہے۔ (امکان عیسائی ہونے کا بھی ہے) تو ان کا یہ انجام کتنا حسرت ناک ہے۔ اتنی بہادری۔ مردانگی۔ وفاداری کا ثبوت کاش دین و ملت کے کسی کام میں دیا ہوتا۔ اور گولی کھانا ہی تھی تو کاش طاعت الٰہی اور اطاعت رسولؐ کی راہ میں کھائی ہوتی۔

بے بنیاد قیاسات

کراچی ۲۵ رجون۔ آج حکومت پاکستان نے قائد ملت لیاقت علی خاں مرحوم کے قتل کے بارہ میں برطانی سراغ رساں سر اڈلوین کی مفصل رپورٹ ۶۶ صفحہ کی شائع کر دی۔ رپورٹ کا ماحصل یہ ہے۔ کہ یہ قتل تمامتر قاتل کے انفرادی جنون کا نتیجہ تھا۔ اور اس میں کسی کی سازش یا شرکت کو مطلق دخل نہ تھا۔ ...

قاتل کو بےپردگی سے بری نفرت تھی۔ اور اس کے لئے مسلم خواتین کا کھلے بندوں بےشرمی سے گھومنا بہت ہی تکلیف کا باعث تھا۔ قاتل کی بیوی مسمل بی بی نے اپنے بیان میں کہا۔ "کہ میرے شوہر نے ۱۹۵۰ء میں ایک ایک سیاسی جلسہ میں شرکت کی تھی۔ جس میں مرحوم وزیر اعظم نے تقریر کی تھی۔ اور جس میں بیگم رعنا لیاقت علی خاں بے پردہ موجود تھیں۔ اس سے وہ بہت جھنجھلایا اور گھر آ کر مجھ سے کہا۔ کہ میرے پاس پستول ہوتا تو وہیں جلسہ میں ان پر فیر کر دیتا۔ یہ الفاظ اس نے واقعۂ قتل سے ۱½ سال قبل کہے تھے۔"

لیجئے اس رپورٹ نے تو ساری امیدوں پر پانی ہی پھیر دیا۔ کیسے کیسے نظریئے قائم ہو چکے تھے۔ اور "نظریہ" کیا معنی۔ کیسے کیسے قطعی اور یقینی بیانات دیئے جا رہے تھے۔ کہ قتل تو فلاں وزیر اور فلاں سفیر کے اشارہ پر ہوا ہے۔ ہز ایکسلنسی فلاں اور فلاں کی سازش سے ہوا ہے۔ اس خشک اور کھری رپورٹ نے جیسے ساری خوش خیالیوں کا سرچشمہ ہی خشک کر دیا۔ —— اب کیا عرض ہو کہ خاص شہر لاہور میں کیسی کیسی پرزور روایتیں اچھے اچھے پڑھے لکھوں سے سننے میں آئی تھیں۔ کہ قاتل تو یقیناً فلاں اور فلاں ہیں۔ اور سوال جب یہ کیا گیا۔ کہ آخر یہ کس شہادت اور ثبوت کی بناء پر؟ تو جواب ہمیشہ صرف جوش و خروش اور جھلاہٹ کی شکل میں ملا تھا —— موقعہ ہنسی یا طنز کا نہیں۔ انتہائی صدمہ اور دکھ کا ہے۔ کہ قوم کی قوم گپ بازیوں اور افواہ پرستیوں کا شکار ہو کر رہ گئی ہے۔ حقائق سے کوئی واسطہ ہی نہیں بس روز ایک نیا کھلونا "سنسنی خیزی" کا چاہیئے۔ محض جوش اور مجنونانہ جوش میں لطف ہی کیا۔ جب تک ایک پورا لڈورا "سازش" "مجرمانہ سازش" "پراسرار سازش" کا جلو میں نہ ہو!

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

معاصر سیاست (کانپور) کے ایک ایڈیٹوریل سے:- ..... یوپی کے محکمہ اطلاعات کے ماہوار رسالہ نیا دور (جو پہلے اطلاعات کے نام سے شائع ہوتا تھا) کے تازہ پرچہ (ماہ جون) میں پہلا مضمون انہیں ڈاکٹر سمپورنا نند کے قلم سے خاصی فصیح و بلیغ اردو میں "برج بعاشا" کے عنوان سے نکلا ہے۔ مضمون دو صفحہ کا ہے۔ اور اس میں تھوڑے سے لفظ سنسکرت کے ہیں۔ جن کے متعلق خود مضمون نگار نے یہ محسوس کر کے یہ عام فہم نہیں۔ قوسین میں ان کا ترجمہ صحیح اردو میں لکھ دیا ہے۔ لیکن کثرت سے عربی فارسی الفاظ اور ترکیبیں مضمون نگار وزیر صاحب نے استعمال کی ہیں۔ چند الفاظ نمونہ کے طور پر ملاحظہ ہوں۔ معقولیت۔ ناقدین۔ دسترس تصنع۔ زہد و تقدس۔ فصاحت و بلاغت مطالعہ ذوق سلیم۔ حسن معنی۔ سیاسی ماحول جذبات و محسوسات۔ ...... اور لطف یہ کہ ان عربی و فارسی الفاظ کے ساتھ ایک جگہ بھی ان کا ترجمہ آسان زبان میں وزیر صاحب نے نہیں کیا۔ ...... خدا کا شکر ہے۔ کہ جن وزیر صاحب کی زبان اردو کے وجود سے اتنا واضح انکار کر چکی تھی۔ چند ہی سال میں بلا کسی جبر کے ان کی زبان قلم اس کے وجود کا عملی ثبوت پیش کر رہی ہے۔"

اور پورا مضمون شہادت صرف اس کی دے رہا ہے۔ کہ کایستھ برادری کے ایک شریف فرد اور بنارس جیسے نیم مسلم نیم ہند شہر کے باشندہ بابو سمپورنا نند کی شخصیت و انفرادیت ابھی زندہ ہے۔ اور وزارت مآبی میں گم نہیں ہو گئی ہے۔ اور بابو صاحب موصوف جب چاہیں اپنے شہر اور صوبہ کی زبان میں بہ آسانی لکھ پڑھ سکتے ہیں ؏

ضد کی ہے اور بات مگر خو بری نہیں

زہے نصیب اردو کے کہ عالی جاہ وزیر اعلیٰ یوپی نے اپنے قلم کے قابل تو سمجھا۔ اور یقیناً قابل مبارکباد ہیں۔ ماہنامہ نیا دور کے مدیر و ناظم جنہوں نے وزیر اعلیٰ سے اپنے اردو رسالہ کے لئے مضمون حاصل کر لیا۔ بقول شخصے ؏

لائے اس بت کو التجا کر کے

بلاتبصرہ:

معاصر الجمیعۃ کے کالموں سے:-

"جے پور۔ مولانا ابراہیم صاحب ایم ایل اے راجستھان نے جمعہ کو چیف منسٹر راجستھان سے ملاقات میں میواتیوں کی آبادکاری نیز مساجد کے انخلاء کے متعلق گفتگو کی۔ مولانا نے چیف منسٹر کو بتایا۔ کہ گذشتہ تین ماہ میں میواتیوں کی نہ تو مساجد واگذار ہوئیں۔ نہ انہیں آباد کیا گیا۔ یاد رہے کہ ۱۸ مارچ ۵۵ء کو ہندوستان اور راجستھان کے نمائندوں کی میٹنگ میں وعدہ کیا گیا تھا۔ کہ میواتیوں کو تین ماہ میں ان کے مکانات وغیرہ واپس ہو جائیں گے۔ مولانا نے بتایا۔ کہ اس مدت میں بھرت پور میں کوئی مسجد خالی نہیں کی گئی۔ الور ضلع کی تحصیل رام گڑھ میں صرف تین مساجد خالی ہوئی ہیں۔ ..... بڑے گاؤں اور قصبات میں ایک مسجد بھی خالی نہیں ہوئی ہے۔ الور کشن گڑھ وغیرہ میں بھی کوئی مسجد خالی نہیں ہوئی۔ چیف منسٹر صاحب نے ان تفصیل کو سنکر افسوس کا اظہار کیا۔ اور فوری طور پر دونوں کلکٹر صاحبان کو فون کیا۔ اور سختی کے ساتھ ہدایت کی ہے۔ کہ جلد سے جلد مساجد خالی کرائی جائیں۔"

(صدق جدید لکھنؤ مورخہ ۸ جولائی ۵۵ء)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

انصار جماعت کیلئے خدمتِ دین کی دعوت

مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ!

اگر دیکھا جائے انصار کے اوّلین فرائض میں دراصل تعلیم و تربیت ہی ہے پھر تعلیم و تربیت کا دائرہ عمل مختصر نہیں بلکہ وسیع تر ہے۔ یعنی سب سے اوّل اپنی اور اپنے اہل و عیال کی صحیح رنگ میں تعلیم و تربیت۔ پھر جماعت کے طبقہ انصار کی پھر اس سے آگے دوسرے احباب کی ــــ الغرض یہ دائرہ عمل وسیع تر اور نہ ختم ہونے والا ہے۔ ہر ایک انصار کے لئے بلحاظ اپنی عمر اور حالات کے موت تک کام کے لئے پروگرام موجود ہے۔ جس سے عہدہ برا ہونے کے لئے خصوصاً انصار تنظیم انصار کے ماتحت کوشش کرتے رہنا ضروری ہے۔

اس وقت میرے مدنظر بعض مقامات اور جماعتوں کی تربیت ہے۔ جس کے لئے مجھے ایسے والنٹیئرز کی ضرورت ہے جو آئندہ تین ماہ میں کم از کم پندرہ دن خدمت دینیا کے لئے وقف کر سکیں۔ ان کو جہاں پہ بھجوایا جائے گا۔ دفتر سے ان کی آمد و رفت کا کرایہ بھی دیا جائے گا۔

امید ہے کہ مخلص اور مستعد انصار اس کی طرف فوری توجہ فرمائیں گے اور بہت جلد اطلاع دیں کہ پندرہ ۱۵ دن کب سے کب تک دے سکیں گے؟ اور ان کی دینی و دنیاوی تعلیم کس حد تک ہے؟ تا ان کے مناسب حال پروگرام تجویز کیا جا سکے۔

نائب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ

نمائندگان شوریٰ خدام الاحمدیہ

۲۸-۲۹-۳۰ اکتوبر ۱۹۵۵ء

مجلس شوریٰ مجلس عاملگیر کی نمائندہ ہے۔ سالانہ اجتماع کے موقعہ پر شوریٰ میں مجلس عاملگیر کے نمائندگان مل کر مجلس کی ترقی اور بہبودی کے ذرائع سوچتے ہیں۔

شوریٰ میں نمائندگی کے لئے یہ قاعدہ ہے کہ مجلس اپنے اراکین کی تعداد پر ہر بیس یا بیس کی کسر پر ایک نمائندہ بھجوا سکتی ہے۔ قائد مجلس اپنے عہدہ کے لحاظ سے شوریٰ کا نمائندہ ہوگا۔ مگر وہ نمائندگان کی اس تعداد میں شامل ہوگا جو کسی مجلس کو بھیجنے کا حق ہے۔ اگر کسی وجہ سے قائد خود شامل نہ ہو سکے تو وہ قائم مقام نامزد نہیں کر سکتا۔ اس صورت میں اس کا بدل منتخب شدہ ہونا چاہیئے۔

قائد کے علاوہ باقی نمائندگان کا انتخاب ہونا ضروری ہے جس کی اطلاع مرکز میں ۱۵ اکتوبر ۵۵ء تک پہنچ جانی ضروری ہے۔

سالانہ اجتماع میں شامل ہونے کے لئے ان نمائندگان کے پاس قائد مقامی کا تعارف نامہ ہونا چاہیئے۔ کہ یہی وہ نمائندگان ہیں جن کی اطلاع پہلے بھجوائی گئی تھی۔ اس صورت میں نمائندگان کو ٹکٹ جاری کرنے میں سہولت ہوتی ہے۔ نائب معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ

درخواستہائے دعاء

(۱) خاکسار کے چھوٹے بھائی ارشد محمود احمد چند دن سے بخار معہ درد شکم بیمار ہیں درویشان قادیان اور بزرگان سلسلہ صحت کاملہ کیلئے دعا فرمائیں۔ قاضی نذیر محمد خادم دواخانہ طب جدید چک جھمرہ

(۲) بندہ کے والد محترم سید غلام حسین شاہ صاحب بہت بیمار رہیا۔ احباب کرام ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ سید مقصود احمد بخاری۔

(۳) میری اہلیہ عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہے۔ احباب سلسلہ و درویشان قادیان صحت عاجلہ و کاملہ کیلئے دردِ دل سے دعا جاری رکھیں۔ شیخ رشید احمد۔ ٹی آئی کالج ربوہ

"قضیہ زمین برسر زمین" (حضرت امیر المومنین)

"میرا ارادہ ہے کہ میں یورپ اور امریکہ کے تمام مبلغین کو اکٹھا کر کے قضیہ زمین برسر زمین طے کرنے کی کوشش کروں"!

یہ اسلامی کانفرنس ۲۲ تا ۲۴ جولائی لنڈن میں ہو رہی ہے۔ انیس سالہ اشاعت اسلام اور اشاعت احمدیت میں حصّہ لینے والوں کی فہرست بھی بن رہی ہے۔ کیا آپ اس فہرست میں اپنا نام درج کروا چکے؟

وکیل المال تحریک جدید ربوہ

تحریری مقابلہ میں شرکت کی آخری تاریخ ۳۱ جولائی

۳۱ جولائی اس انعامی تحریری مقابلہ میں شرکت کی آخری تاریخ ہے جو مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے زیر اہتمام منعقد ہو رہا ہے۔ اس مقابلہ کا موضوع حسب ذیل ہے۔

"کمیونزم کا مقابلہ صرف مذہبی بنیادوں پر ہی کیا جا سکتا ہے" اس میں پاکستان کی مجالس خدام الاحمدیہ کے ممبر اور لجنہ اماء اللہ کی ممبرات شرکت کر سکتے ہیں۔ مضمون کم از کم ۸۰۰ اور زیادہ سے زیادہ ۲۵۰۰ الفاظ پر مشتمل ہونا چاہیئے اور ۳۱ جولائی ۱۹۵۵ء تک ناظم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ۔ احمدیہ ہال میگزین لین کراچی ۳ کو بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک یا دستی پہنچ جانا چاہیئے۔ تین بہترین مضامین لکھنے والوں کو انعام دیا جائیگا۔ یہ مضامین اخبار میں بھی شائع کروائے جائیں گے۔ نائب ناظم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ کراچی

خادم کا سامان

مجلس خدام الاحمدیہ کے ہر رکن کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنا مختصر مگر ضروری سامان ہر وقت تیار رکھے۔ تا بوقت ضرورت ادھر ادھر دوڑنا نہ پڑے اور اپنے کام خود ہی کر لئے جائیں۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل سامان موجود ہونا ضروری ہے۔

ایک تھیلہ۔ ایک رومال ۴۰×۳۰×۳۰ انچ کا تکون۔ سوئی۔ دھاگہ۔ چنے بھنے ہوئے قریباً ایک سیر۔ پٹی ۴ انچ چوڑی ۲ گز لمبی۔ رسی۔ چاقو۔ دیا سلائی۔ پلیٹ۔ گلاس یا مگھ۔ ٹارچ اور غلیل بھی اگر ممکن ہو تو ضرور رکھی جائے۔ اس کے علاوہ ایک موٹی چھڑی۔

یہ سامان ہر خادم کے پاس ہر وقت موجود رہنا ضروری ہے۔ قائدین کوشش کریں کہ ان کی مجلس کا ہر رکن یہ سامان تیار کر کے ہر وقت موجود رکھے۔ وقتاً فوقتاً اس کی پڑتال بھی ہوتی رہے۔ اجتماع پر شامل ہونے پر ہر خادم کے پاس یہ سامان ضرور موجود رہے۔

یہ امر یاد رہے کہ سالانہ اجتماع کے موقعہ پر مرکز کی طرف سے کوئی بالٹی چمچہ۔ آبخورے یا پیالے جاری نہیں کئے جائیں گے۔ خدام اپنا سامان مکمل رکھیں تو اس کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔

(نائب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

قائدین مجالس خدام الاحمدیہ کی فوری توجہ کے لئے

(۱) قائدین مجالس خدام الاحمدیہ اپنی اپنی مجلس کا جائزہ لے کر مطلع فرمائیں کہ ان کی مجلس میں ایسے خدام کس قدر ہیں جنہوں نے تاحال رکنیت کا فارم کسی مجلس میں بھی پُر نہیں کیا تا انہیں فارم بھجوائے جا سکیں۔

(۲) بہت کم مجالس کی طرف سے اب تک خدام کی سالانہ ترقی کا چارٹ موصول ہوا ہے۔ جملہ مجالس کو اس سلسلہ میں سرکلر بھجوائے جا چکے ہیں۔ لہٰذا جملہ قائدین و زعماء کرام مطلوبہ کوائف فوری طور پر پُر کر کے بھجوا دیں تا مجموعی چارٹ تیار کیا جا سکے۔

(۳) جملہ قائدین اپنے ہاں اس طور پر حسب ذیل تنظیم کریں کہ کوئی خادم اس سے باہر نہ رہے اور اس کی ایک کاپی دفتر مرکزیہ میں بھجوا دیں۔ ہر خادم کے لئے رکنیت کا فارم پُر کرنا ضروری ہے۔

(مہتمم تجنید مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

ولادت

۳۰ جون ۵۵ء بروز جمعرات اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے تیسرا بچہ عطا فرمایا ہے۔ ارشد محمود نام رکھا گیا ہے۔ احباب درازی عمر اور خادم دین بننے کی دعا فرمائیں۔ قاضی نذیر محمد خادم ۔ چک جھمرہ

عدن ـــ برطانیہ کا ایک زیر اقتدار علاقہ

برطانوی نوآبادی عدن میں ان دنوں برطانیہ اور عرب قبائل میں جنگ ہو رہی ہے۔ تازہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ برطانوی حکام نے عدن میں حالت جنگ کا اعلان کر دیا ہے۔

برطانیہ نے عدن کو دو حصوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ عدن کی نوآبادی اور عدن کا زیر حفاظت علاقہ۔ نوآبادی آبنائے باب المندب کے سو میل مشرق میں عرب کے جنوبی ساحل پر واقع ہے۔ عدن کی نوآبادی کا رقبہ ۷۵ مربع میل ہے۔ جس میں پیرم اور چھوٹے چھوٹے ساحلی جزیروں کا رقبہ شامل نہیں ہے۔

عدن کی آبادی ۱۹۵۲ء کی مردم شماری کے مطابق ایک لاکھ تیس ہزار تھی۔ جن میں ساٹھ ہزار کے قریب عرب تھے۔ عربوں کے بعد سب سے زیادہ آبادی ہندوستانیوں اور پاکستانیوں کی (دس ہزار سے زائد) اور یہودیوں کی (سات اور آٹھ ہزار کے درمیان) ہے۔ نوآبادی میں مسلمانوں کی غالب اکثریت ہے۔ نوآبادی کے بیشتر باشندے دو شہروں عدن (۷۱ ہزار) اور شیخ عثمان (۲۵ ہزار) میں آباد ہیں۔ عدن کی بندرگاہ سلطنت روما بلکہ اس سے بھی پہلے سے مشرق اور مغرب کی تجارت میں خاص اہمیت رکھتی تھی۔ لیکن جنوبی افریقہ کا راستہ دریافت ہو جانے کے بعد اس کی اہمیت کم ہو گئی۔ سولھویں صدی کے اوائل میں اس پر پرتگالیوں نے حملہ کیا۔ لیکن وہ اس پر قبضہ نہیں کر سکے۔ ۲۵ سال بعد اس پر ترکوں نے قبضہ کر لیا۔ لیکن پورے سو سال بعد یمن کے عربوں نے انہیں نکال دیا۔ ۱۸۳۸ء میں ساحلی عربوں نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے ایک جہاز کو لوٹ لیا۔ کمپنی نے ان پر جوابی حملہ کر کے عدن کو اپنے زیر نگیں کر لیا۔ عدن ۱۹۳۷ء تک برطانوی ہند کا حصہ رہا۔ لیکن ہندوستان میں نئی اصلاحات کے نفاذ کے بعد عدن کو نوآبادی کی حیثیت دے دی گئی۔

عدن پر اب ایک برطانوی گورنر کی حکومت ہے۔ جس کی امداد ایک ایگزیکٹو کونسل کرتی ہے۔ کونسل کا صدر گورنر ہوتا ہے۔ کونسل چار ارکان بہ اعتبار عہدہ چار سرکاری افسروں اور آٹھ نامزد ارکان پر مشتمل ہے۔ یہی گورنر زیر حفاظت علاقہ اور جزیرۂ کامران کا بھی گورنر ہوتا ہے۔

عدن میں مواصلات کے ذرائع بہت محدود ہیں۔ اس کی سڑکوں کی مجموعی لمبائی ۷۷ میل کے قریب ہے۔ ۱۸۶۹ء میں نہر سویز بن جانے کے بعد عدن کی بندرگاہ نے دوبارہ اہمیت حاصل کر لی ہے۔ اور مشرق و مغرب کے درمیان آنے والے تمام جہاز عدن ہو کر جاتے ہیں۔ نوآبادی کے بیشتر باشندوں کی آبادی کا روزگار بندرگاہ کے کاروبار سے وابستہ ہے۔ زیادہ تر مزدور مغربی زیر حفاظت علاقے اور یمن کے رہنے والے ہیں۔ چند سال سے عدن میں گھریلو صنعتیں بھی قائم ہو گئیں جہاز سازی۔ الومنیم کے برتن۔ اور سگریٹ بنانے اور کپڑا رنگنے اور چھاپنے کا کاروبار کافی ترقی کر رہا ہے۔ اینگلو ایرانی تیل کمپنی نے اب نوآبادی میں تیل صاف کرنے کے ایک کارخانے کی تعمیر بھی شروع کی ہے۔ جس پر پچاس کروڑ روپیہ صرف ہو گا۔

زیر حفاظت علاقہ:۔ عدن کا زیر حفاظت علاقہ بھی دو علاقوں اور جزیرہ سقوطرہ میں بٹا ہوا ہے۔ جن کا رقبہ ایک لاکھ ۱۲ ہزار مربع میل اور آبادی ساڑھے ۶ لاکھ ہے۔ مکلا اس علاقے کی سب سے بڑی بندرگاہ اور لاحج اور سیئون سب سے بڑے شہر ہیں۔ مشرقی علاقے کا زیادہ تر حصہ ریگستان ہے۔ جس میں چند زرخیز وادیاں بھی ہیں۔ مغربی علاقے میں وسیع میدان اور کہیں کہیں پہاڑی سلسلے وادیاں اور گھاٹیاں بھی ہیں۔ ۱۸۳۹ء میں عدن پر ایسٹ انڈیا کمپنی کے قبضے کے بعد بعض قبائلی سرداروں نے کمپنی سے معاہدہ کر لیا اور انگریزوں نے ان کی حفاظت کی ذمہ داری لے لی۔ رفتہ رفتہ انگریزوں نے ۲۳ سرداروں کو "اپنی حفاظت میں لے لیا"۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے برطانیہ کی اطاعت کبھی قبول نہیں کی۔ اور وقتاً فوقتاً قبائلی فوجیوں اور برطانیہ کی مسلح پولیس کے درمیان تصادم ہوتا رہتا ہے۔

۱۸ مغربی زیر حفاظت قبیلوں کو اپنے سردار خود نامزد کرنے کا اختیار ہے۔ بشرطیکہ برطانوی گورنر بھی انہیں تسلیم کر لیں۔ ایک برطانوی ایجنٹ نظم و نسق کے سلسلہ میں انہیں مشورہ دینے کے لئے مقرر ہے۔ جنوری ۱۹۵۴ء میں مغربی زیر حفاظت علاقوں کے سرداروں نے برطانیہ کی حفاظت میں رہ کر اپنی ایک فیڈریشن قائم کرنے کا اصول منظور کر لیا۔ مشرق کے پانچ زیر حفاظت علاقوں کے لئے بھی ایک برطانوی ایجنٹ مامور کیا گیا ہے۔

زیر حفاظت علاقے میں برطانیہ نے مسلح پولیس بھی قائم کر رکھی ہے۔ جو ساڑھے بارہ سو انگریز افسروں مسلح پہریداروں اور بدوی ×

× حضرموت پر مشتمل ہے۔ مشرقی اور مغربی علاقوں کی خاص پیداوار باجرہ۔ گندم۔ کافی۔ کپاس اور کھجور ہے۔ ان کی برآمدوں میں کافی کھالیں۔ بھیڑیں۔ حمامی تمباکو۔ مچھلی اور روئی شامل ہیں۔ ان علاقوں کے نوے فی صد باشندے زراعت پیشہ ہیں۔

جزیرۂ کامران۔ بحرہ قلزم میں واقع ہے۔ ۱۹۱۵ء میں انگریزوں نے ترکوں کو شکست دے کر اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ جزیرہ کامران نوآبادی یا زیر حفاظت علاقے کا جزو نہیں ہے۔ لیکن عدن ہی کا گورنر اس کا بھی گورنر ہوتا ہے۔ جو ایک افسر انچارج کے ذریعہ اس پر حکومت کرتا ہے۔ (نوائے وقت)

روس کی فوجی طاقت

روسی حکمرانوں نے کچھ دنوں سے "جیو اور جینے دو" کی پالیسی پر بڑے شد و مد کے ساتھ زور دینا شروع کر دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے۔ کہ اشتراکیت اور جمہوریت کو بیک وقت قائم رکھنا ممکن ہی نہیں۔ ضروری بھی ہے۔ لیکن دوسری طرف اشتراکی طاقتیں جنگ کی مجنونانہ تیاریوں میں بھی مصروف ہیں۔ اس کا اندازہ روس کے حکمران طبقہ کے اعلانات سے بہ آسانی لگایا جا سکتا ہے۔ وزارت دفاع کے شعبہ سیاسی نظم و نسق کے نائب افسر اعلیٰ لیفٹیننٹ جنرل شاتیلوف نے ایک حالیہ مضمون میں مغربی طاقتوں کو متنبہ کیا ہے۔ کہ ایٹمی اسلحہ سے حملہ اور دوسری اچانک کارروائیاں صرف مغربی ملک ہی نہیں کر سکتے۔ روس میں بھی ان کی طاقت موجود ہے۔

روس نے اپنی فضائی فوج کے لئے جدید ترین جٹ بمباروں کا ایک دستہ قائم کیا ہے۔ یہ بمبار امریکہ کے جدید ترین طیاروں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ روس نے آواز کی رفتار سے بھی زیادہ تیز پرواز کرنے والے لڑاکا ہوائی جہازوں کی بڑے پیمانے پر تیاری شروع کر دی ہے۔ اس نے ایسے ہیلی کوپٹر بھی بنائے ہیں۔ جو فوجیوں کو لے جانے کے لئے استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ طیاروں میں پرواز کے دوران ہی پٹرول بھرنے کا طریقہ بھی مکمل کر لیا گیا ہے۔ روس کے پاس اس وقت دو لاکھ طیارے ہیں۔ جن میں زیادہ تر جٹ طیارے ہیں۔ امریکہ کے پاس صرف ۱۵ ہزار طیارے ہیں۔

روسیوں نے ایک بہت بڑی توپ بھی بنائی ہے۔ اتنی بڑی توپ آج تک نہیں بنائی گئی۔ امریکہ کی طرح اس نے ایٹم بم پھینکنے کے لئے بھی ایک توپ تیار کر لی ہے۔ مشرقی جرمنی کے بکتر دستوں کو کئی سو جدید ترین روسی ٹینک بھی مہیا کئے گئے ہیں۔ اور روس کی فوج اب بھی ۱۷۵ ڈویژنوں پر مشتمل ہے۔ اس کے برعکس امریکہ کے پاس صرف بیس ڈویژن ہیں۔

روس کی بحری فوج امریکہ کے مقابلہ میں چھوٹی ضرور ہے۔ لیکن امریکہ کی بحری کارروائیوں کے ڈائرکٹر امیر البحر کارنی نے متنبہ کیا ہے۔ کہ روس کی بحری طاقت بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ اس کے پاس بیس جنگی جہاز۔ چار سو کے قریب آبدوز کشتیاں اور ۱۲۵ جدید طرز کے تباہ کن جہاز ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ روس نے ایک ایسی آبدوز توپ بھی تیار کر لی ہے۔ جس سے سمندر کے اندر سے ۱۴۰ میل کے فاصلے تک گولے پھینکے جا سکتے ہیں۔ جہاں تک صنعتوں کا تعلق ہے۔ روس نے ضروری اشیاء کی پیداوار سات فی صد کم کر کے فوجی سامان کی تیاری شروع کر دی ہے۔ جنگ میں استعمال کی جانے والی معدنیات مثلاً سیسہ۔ جست اور المونیم کی پیداوار بھی تیزی سے بڑھ گئی ہے۔ پٹرولیم کی پیداوار میں بارہ فی صد اضافہ ہوا ہے۔

ان تمام جنگی تیاریوں کے باوجود سوویت یونین کے حکمران یہ کہنے سے نہیں تھکتے کہ وہ دنیا میں امن و امان قائم رکھنے کے علمبردار ہیں۔ اور تیسری عالمگیر جنگ چھیڑنے کی کوشش ناکام بنا دی جائے گی۔ روسی وزیر اعظم نکولائی بلگانن نے حال ہی میں ماسکو میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا۔ روس کی خارجہ پالیسی کا اب بھی یہی مقصد ہے۔ کہ دنیا میں امن قائم رہے۔" روس کے نائب وزیر خارجہ مارشل وسیلی وسکی نے سرکاری اخبار پراودا میں روس کا موقف واضح کرتے ہوئے لکھا ہے:۔ روس کی مسلح فوجیں ایک ایسے حریف سے مقابلہ کی تیاریاں کر رہی ہیں۔ جو طاقتور اور جدید سامان جنگ سے مسلح ہے۔ ہمارا دشمن زبردست فوجی اور سیاسی تیاریوں میں مصروف ہے۔ لیکن جنگ بڑی بے جگری سے لڑی جائیگی۔ مغربی ملکوں کے فوجی بخوبی جانتے ہیں۔ کہ روس کتنا طاقتور ہے۔ لیکن انہیں اپنی برتری پر اعتماد ہے اور انہیں یقین ہے۔ کہ ان پر اچانک اور بھرپور حملہ کر دیا جائے۔ تب بھی انہیں آسانی سے شکست نہیں دی جا سکتی۔ اچانک حملے کے لئے روسیوں کو مخالف علاقوں سے گزرنے اور طویل مسافت طے کرنے کی ضرورت ہوگی۔ اس کے علاوہ انہیں امریکہ اور اتحادی ملکوں کے سینکڑوں فوجی اڈوں پر بیک وقت حملہ کرنا ہوگا۔ جو آسان نہیں۔ (نوائے وقت)

فارموسا کو آزاد کرانے کے لئے چین کو طاقتور فوج کی ضرورت ہے

ہانگ کانگ ۱۸ جولائی۔ چین کے وزیر دفاع جنرل پنگ تہ ہوئی نے فوج پر زور دیا ہے۔ کہ وہ تائی وان (فارموسا) کو آزاد کرانے کے لئے اپنی طاقت کو موثر طریقے سے بڑھائے۔ جنرل پنگ نے نیشنل پیپلز کانگرس سے جو ایک منتخب پارلیمان کی حیثیت رکھتی ہے۔ خطاب کرتے ہوئے کہا۔ کہ جبری فوجی خدمت کے قانون کی جگہ رضاکارانہ طور پر بھرتی کے رجسٹر میں نام درج کرانے کا قانون بنایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں انتہائی سرعت سے اپنی برّی افواج کو جدید ہتھیاروں سے مسلح اور طاقتور بنانا چاہیئے۔ جنرل پنگ نے اس بات پر زور دیا۔ کہ زبردست برّی افواج کے علاوہ جبری فضائیہ اور طاقتور نیوی کی بھی ضرورت ہے۔

مارشل بلگانن جینوا پہنچ گئے

جینوا ۱۸ جولائی۔ چار بڑی طاقتوں کے سربراہوں کی کانفرنس میں شرکت کرنے والے روسی وفد کے لیڈر مارشل بلگانن برلن پہنچ گئے۔ ان کے ہمراہ روسی کمیونسٹ پارٹی کے فرسٹ سکرٹری مسٹر کروشیوف اور وزیر دفاع زرنوف بھی ہیں۔ برلن ریڈیو کی ایک اطلاع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ مارشل بلگانن اپنے دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ چار بڑوں کی کانفرنس میں شرکت کے لئے جینوا روانہ ہوگئے ہیں۔ لندن میں روسی سفیر مسٹر جیکب ملک کل بذریعہ طیارہ لندن سے یہاں پہنچ گئے۔ وہ روسی وفد کے پانچ مشیروں میں شامل ہیں۔

ایک نئے دمدار ستارے کی دریافت

ماسکو ۱۸ جولائی۔ فلکیات کے ایک روسی ماہر نے جو سٹالن گراڈ کی رسدگاہ میں کام کرتے ہیں۔ بالی گیس ستاروں کے جمگٹ میں ایک نیا دمدار ستارہ دریافت کیا ہے۔

تجارتی نرخ

اکبری منڈی لاہور

گڑ -/۱۶ تا -/۲۰ روپے گڑ رس کٹ -/۵ تا -/۱۲ روپے۔ شکر -/۲۲ تا -/۲۵ روپے۔ دیسی کھانڈ -/۳۰ تا -/۰/۳۰ روپے۔ چاول باسمتی ۸/۲۱ تا ۸/۲۴ روپے۔ چاول سیلا -/۸/۲۱ تا ۸/۲۴ روپے۔ چاول سفید ۱۰/۸ تا ۸/۱۱ روپے۔ چنے سیاہ ۱۱/- تا ۱۵/- چنے سفید -/۹ تا ۱۲/۱۱ روپے۔ ماش سیاہ -/۱۴ روپے تا -/۱۵ روپے۔ ماش سبز ۱۵/۸ مونگ پنجاب ۱۲/۱۰ روپے۔ مونگ ملک آباد ۱۱/۴ روپے۔ باجرہ ۸/۱۰ روپے۔ مکی سرخ -/۸ تا -/۹ روپے۔ مکی سفید -/۸ تا -/۹ روپے۔ توریہ ۱۶/۸ روپے تا -/۱۷ مرچ سرخ قصوری -/۸ تا -/۳۰ روپے۔ مرچ سرخ ڈنڈی ٹوک -/۳۰ تا -/۵۵ روپے

ڈھاکہ ۱۸ جولائی۔ مشرقی بنگال کے وزیر تعلیم نے اعلان کیا ہے۔ کہ صوبے میں پرائمری اور عورتوں کی تعلیم پر خاص توجہ دی جارہی ہے۔ نظام تعلیم کو از سر نو ترتیب دیا جارہا ہے۔

گورنر پنجاب کی حالت بہتر ہے

مری ۱۸ جولائی۔ گورنر پنجاب میاں مشتاق احمد گورمانی جو اچانک بیمار ہوگئے تھے ان کی حالت بہتر ہے۔ ان کا درجہ حرارت ۱۰۲ اور ۱۰۳ درجے کے درمیان تھا۔

ترکیہ میں شدید زلزلہ

انقرہ ۱۸ جولائی۔ ریڈیو انقرہ کے ایک نشریہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ترکیہ کے مختلف علاقوں میں شدید زلزلہ آیا۔ زیادہ جانی ومالی نقصان کی اطلاع نہیں ملی۔ صرف اتنا معلوم ہوا ہے۔ کہ ایک گاؤں میں دکان گرنے سے دو آدمی ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے۔

پاکستان میں تپ دق کے مراکز کا قیام

کراچی ۱۸ جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ مرکزی حکومت تمام ملک میں تپ دق کے مرکز قائم کرنے کے سوال پر غور کر رہی ہے۔ اس سلسلے میں تپ دق کے مریضوں کا پتہ چلانے کے لئے تمام ملک میں سروے شروع کیا جا چکا ہے۔ اس سروے سے یہ پتہ چلایا جائے گا۔ کہ اسکولوں کے بچے کارخانوں میں کام کرنے والے مزدور مہاجرین اور سرکاری ملازمین کی کتنی تعداد اس بیماری میں مبتلا ہے۔ مریضوں کا ایکس رے لینے کے لئے مہم کی مختلف یونٹوں کے ہمراہ ایکسرے کی گاڑیاں بھی ہیں۔

لائل پور میں مضافاتی قصبہ کی تعمیر

لاہور ۱۸ جولائی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت پنجاب نے تحصیل لائل پور کے چک فتح آباد میں ایک مضافاتی قصبہ کی تعمیر کے لئے ۵ سو کنال سے زیادہ زمین حاصل کرلی ہے۔ اس قصبہ کا نام "انڈسٹریل لیبر کالونی" ہوگا۔ حکومت پنجاب نے جو زمین حاصل کی ہے۔ اس کا نقشہ کلکٹر ضلع لائلپور ص اور ایگزیکٹو انجینئر اور کنسٹرکشن ڈویژن لائلپور کے دفتر میں دیکھا جاسکتا ہے۔

مسئلہ کشمیر پر علی نہرو ملاقات کے امکانات کم ہوگئے

کراچی ۱۸ جولائی۔ سرینگر اسمبلی میں بھارت کے وزیر داخلہ پنڈت پنت کے بیان سے متعلق پاکستان نے بھارت کو جو احتجاجی مراسلہ بھیجا تھا اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا ہے تاہم پنڈت نہرو کی کل کی تقریر سے ذمہ دار سیاسی حلقوں کے خیال کے مطابق مسئلہ کشمیر پر علی نہرو ملاقات کے امکانات کم ہوگئے ہیں۔

جب دفتر خارجہ کے ایک ترجمان سے پنڈت نہرو کی تقریر پر تبصرہ کرنے کے لئے کہا گیا تو انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ اس تقریر کی پوری تفصیلات ہمیں پاکستانی ہائی کمشنر سے موصول نہیں ہوئی ہیں اس لئے ابھی اس بارے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ترجمان نے صرف یہ بتایا کہ مسٹر نہرو نے اگرچہ براہ راست پنڈت پنت کے بیان کے متعلق کوئی خاص بات نہیں کہی۔ لیکن ان کی تقریر سے مجموعی طور پر نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ انہیں پنڈت پنت کے بیان سے اتفاق ہے۔

وزیر اعظم مسٹر محمد علی اور وزیر داخلہ میجر جنرل اسکندر مرزا نے پنڈت نہرو کی تقریر کے مختلف پہلوؤں پر غور کیا۔ خیال ہے کہ مسٹر محمد علی گورنر جنرل مسٹر غلام محمد سے پنڈت پنت اور پنڈت نہرو کی تقریروں سے پیدا شدہ صورت حال پر بات چیت کریں گے۔

مجلس انصار سلطان القلم ربوہ کا پہلا اجلاس

ربوہ ۱۷ جولائی کل بعد دوپہر مجلس انصار سلطان القلم جو کہ حال ہی میں قیادت ربوہ کے زیر انتظام قائم کی گئی ہے کا پہلا اجلاس زیر صدارت مکرم محمد احمد صاحب جامی ایم۔ ایس۔ سی منعقد ہوا۔

اجلاس میں پرویز پرواز ی صاحب نے اپنے ایک سفر کے تاثرات رپورتاژ کی صورت میں بیان کئے۔ امین اللہ صاحب سالک نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معاصرین کا اسلوب بیان" کے موضوع پر ایک تحقیقی مقالہ پڑھا۔ اور محمد ارشاد صاحب بشیر نے ایک نظم پیش کی۔

بعد میں سامعین کو تنقید و تبصرہ کا موقع بھی دیا گیا۔ صدارتی تقریر اور دعا پر اجلاس ختم ہوا۔

حضرت مصلح موعود کا ارشاد

"اس وقت تلوار کے جہاد کی بجائے تبلیغ اسلام کا جہاد ہر مومن پر فرض ہے"

اس لئے آپ اپنے علاقہ کے جن مسلمان اور غیر مسلموں کو تبلیغ کرنا چاہتے ہیں ان کے پتے روانہ فرمائیے پتے خوشخط ہوں۔ ہم انکو مناسب لٹریچر روانہ کریں گے۔

عبداللہ الہ دین سکندر آباد دکن

خیرپور ۱۸ جولائی۔ ایک اعلان میں بتایا گیا ہے کہ میر ممتاز حسن قزلباش دستور ساز میں خیرپور کے نمائندہ منتخب ہوگئے ہیں۔ میر ممتاز حسن قزلباش واحد امیدوار تھے جنہوں نے کاغذات نامزدگی داخل کئے تھے۔